AFAQ SUN SERIES

Based on Single National Curriculum 2020

Storyline Translation

English 5



باب ۱: ایک یتیم کی عید

عمر اسکول سے گھر آیا اور سیدھا اپنی دادی اماں کے پاس پہنچا۔ وہ واقعی بہت خوش تھا۔ اس نے انہیں بتایا کہ اس کے استاد صاحب نے اسے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا ایک متاثر کن واقعہ سنانے پر ستارہ عطا کیا تھا۔ دادی اماں نے پوچھا کہ انہوں نے اپنی کلاس کو کون سا واقعہ سنایا تھا۔ عمر نے انہیں مندرجہ ذیل واقعہ سنایا:

"ایک دفعہ عید کے دن سب لوگ عید کی نماز پڑھ کر گھر لوٹ رہے تھے۔ بچے نئے کپڑوں میں دوڑ رہے تھے اور کھیل رہے تھے۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک بچہ گلی کے ایک کونے میں بیٹھا ہے۔ بچے نے نئے کپڑے نہیں پہنے ہوئے تھے۔ وہ رو رہا تھا اور بہت اداس نظر آ رہا تھا۔

حضرت محمد ﷺ بچے کے پاس گئے اور گلی کے کنارے اس کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے اس کی پیٹھ پر تھپکی دی اور پوچھا کہ وہ کیوں رو رہا ہے۔ لڑکے نے انہیں بتایا کہ وہ یتیم ہے اور اس کے پاس پہننے کے لیے نئے کپڑے نہیں اور کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لڑکے کو اپنے گھر لے گئے، اسے پہننے کے لئے نئے کپڑے دیئے اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بیوی حضرت عائشہ (رض) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لڑکے سے فرمایا کہ " آج سے یہ تمہاری ماں ہے۔ اور میں تمہارا باپ ہوں۔" لڑکا بہت خوش ہوا۔ اس کی عید بہت پیاری گزری۔

(ماخوذ: طالب ہاشمی)

دادی اماں نے پیار سے عمر کو گلے لگایا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ہمیں بہت سے متاثر کن واقعات ملتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس واقعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ بہت مہربان تھے۔ دادی اماں نے اسے یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ کی زندگی سب کے لیے نمونہ ہے۔

باب ۲: کرہ ارضی

یہ بہت خوبصورت دنیا ہے اور یہ حقیقت ہے — اس میں پائے جانے والے جانور اور درخت ہمارے لیے ہیں

یہ کرہ ارضی وہ سب کچھ ہمیں دیتی ہے — جس کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے

لیکن یہ انسان کی نہ ختم ہونے والی — لالچ کو پورا نہیں کر سکتی

اس کے وسائل محدود ہیں — اور وہ ختم ہوئے جا رہے ہیں۔

اس کی شیخ و پکار اور واویلے کو سنیں ہم نے اس کی ہوا اور پانی کو آلودہ کر دیا ہے

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم مادرِ ارضی کا کتنا کم خیال رکھتے ہیں۔

ہم نے ایک طویل عرصے سے اسے نظر انداز کیا ہوا ہے۔

ہمارا اس کے ساتھ جو سلوک ہے وہ کسی جرم سے کم نہیں ہے

ہمیں اپنی غلطیوں سے جلد از از سیکھ لینا چاہیے

آپ کیوں نہیں دیکھتے کہ تباہی پہلے ہی شروع ہو چکی ہے۔

شاعر: جوائے ڈپ ڈٹا

باب ۳: ایک نیا آغاز

کنزہ اور عشال بہن بھائی ہیں۔ ایک دن، وہ کسی معمولی مسئلے پر ایک دوسرے سے لڑ پڑیں اور ایک دوسرے کو سخت سست کہا۔ ان کی امی جان انہیں کہتی ہے کہ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ رواداری برتنے کی ضرورت ہے۔ رات کے دس بجے ہیں کنزہ اور عشال کمرے ہوتے ہیں۔ کنزا اپنا اسکارف ڈھونڈ رہی ہوتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوتا ہے:

کنزہ: آپ نے ضرور میرا اسکارف لے لیا ہوگا۔ میں نے اسے یہاں کھڑکی کے پاس رکھا تھا۔

عشال: میں نے نہیں لیا۔ تم ہمیشہ کہتی ہو کہ میں نے آپ کی چیزیں لے لی ہے، لیکن میں نہیں لیتی۔ بلکہ یہ تم ہو جو میری چیزیں لے لیتی ہو۔

کنزا: اب تم ہی بتاؤ تم نے میرا اسکارف کہاں رکھا ہے ورنہ میں تمہارے کھلونے لے جاؤں گی۔

(پھر اُسی لمحے امی جان کمرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔)

کنزا: اب تم ہی بتاؤ تم نے میرا اسکارف کہاں رکھا ہے ورنہ میں تمہارے کھلونے لے جاؤں گی۔

عشال: میں نے تمہارے کھلونے نہیں چھپائے۔ مجھے یہ کام پسند نہیں ہے۔ اور نا ہی میں نے تمہارا منحوس اسکارف دیکھا ہے۔!

کنزا: یہ منحوس چیز نہیں ہے۔بلکہ یہ ایک خوبصورت چیز ہے۔

امی جان: میری خواہش ہے کہ تم دونوں جھگڑنا چھوڑ دو۔ مجھے نہیں لگتا کہ عشال نے تمہارا اسکارف اٹھایا ہے اگر وہ کہتی ہے کہ اس نے نہیں لیا ہے تو اس نے نہیں اٹھایا ہوگا۔ مجھے ڈھونڈنے دو۔

امی جان کو اسکارف نہیں ملا، لیکن انہیں یقین ہے کہ یہ ضرور مل جائے گا۔اس طرح کی چیزیں گم نہیں ہو سکتی ہیں۔ کنزہ غصے سے عشال کی طرف دیکھتی ہے اور عشال ناراضگی سے اس کی طرف دیکھتی ہے۔

کنزا: (خود کلامی کرتے ہوئے) مجھے یقین ہے کہ اس نے چھپایا ہوگا۔ میں اس کے ساتھ نہیں کھیلوں گی۔

ایشال: (بڑبڑاتے ہوئے) وہ ضرور وہ سمجھتی ہوگی کہ مجھے اسکارف مل گیا ہے۔

وہ جھگڑنا چھوڑ دیتی ہیں اور اپنا ہوم ورک کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ دوپہر کو، امی جان خاموشی سے کھڑکی کے پاس بیٹھی کچھ سلائی کر رہی ہوتی ہے جب انہیں اوپر والے کمرے سے بچیوں کی چیخ و پکار کی آواز سنائی دیتی ہیں۔امی جان حیران ہوتی ہے یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ تیزی سے میں دوڑتے ہوئے ان کے پاس بالائی منزل پر جاتی ہیں۔

(امی جان کھڑکی سے باہر درخت کی طرف دیکھتی ہیں اور مسکراتی ہیں۔)

عشال: کیا ہم باہر جا کر دیکھ سکتے ہیں؟ ہمیں اپنے باغبان کو بتانا چاہیے۔ وہ بھی خوش ہو جائے گا اور اس پرندے کو پکڑنے میں ہماری مدد کرے گا۔

امی جان: تم جا سکتی ہو، لیکن بہت ہوشیار رہو!

ایشال: بہت شکریہ!

کنزا اور ایشال نے باغبان کو بلایا اور اسے پرندے کے بارے میں بتایا۔ وہ سب درخت کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ کنزا، عشال اور باغبان درخت کے پاس کھڑے اوپر کی طرف دیکھتے ہیں۔

باغبان: اوہ، یہ ابھی تک وہاں ہے۔ سیڑھی لینا اور اس پر چڑھنا بہتر ہے۔ اگر یہ سو رہا ہے تو ہم اسے پکڑ سکتے ہیں۔

وہ ایک سیڑھی لیتا ہے اور اسے درخت کے ساتھ لگاتے ہیں۔ باغبان احتیاط سے سیڑھی پر چڑھتا ہے اور بچے سانس روکے رہتے ہیں۔ باغبان اسکارف کو پکڑتا ہے اور اسے کھینچتا ہے۔ کوئی چیز درخت سے نیچے گرتی ہے۔ یہ کوئی پرندہ نہیں ہے، یہ یقیناً کنزا کا رنگین اسکارف ہے! ہوا نے اسے کھڑکی سے اتار کر درخت پر پھینک دیا تھا۔

عیشال: کنزا، اب تم دیکھو... یہ تمہارا اسکارف ہے اور تم نے کہا کہ میں نے لے لیا ہے۔

کنزا: (احساس جرم سے) میں نے آپ سے جو کچھ کہا اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

ایشال: (مزاحیہ انداز میں) سب ٹھیک ہے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی معافی مانگتا ہے تو میں معاف کرنے میں بہت جلدی کرتی ہوں۔ میں بھی اپنے غلط رویے کے لیے آپ سے معافی چاہتی ہوں۔

کنزہ: (خوشی سے) بہتر ہے کہ میں اسے پہننے کے لیے آپ کو عاریتاً دے دوں۔ پھر ہم دونوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کہاں ہے!

تو پہلی بار عیشال نے اسے پہنا اور وہ واقعی بہت اچھی لگ رہی تھی! وہ دونوں ایک دوسرے کو گلے لگاتے ہیں اور اپنی امی جان کو اسکارف دکھانے کے لیے دوڑتے ہیں۔

امی جان: (خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) مجھے خوشی ہے کہ تم دونوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جب ہم غصے میں ہوں تو ہمیں خود کو قابو کرنا چاہیے اور اس طرح جھگڑا نہیں کرنا چاہیے جیسے تم دونوں نے ایک معمولی بات پر کیا تھا۔

کنزا اور عشال دونوں خوش دلی سے اپنی امی جان سے وعدہ کرتی ہیں کہ وہ دوبارہ نہیں لڑیں گی اور وہ خوشی خوشی اپنے کمروں میں بھاگ جاتی ہیں۔

باب ۴: باڑے میں ایک یادگار دن

"صبح بخیر، دادا جان،" فاطمہ نے گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

دادا ابا نے اسے گلے لگایا اور کہا، "شام بخیر فاطمہ۔ بیٹھو۔ آپ کا باڑے کا سفر کیسا رہا؟" "یہ بہت اچھا تھا! میں نے وہاں بہت اچھا وقت گزارا،" فاطمہ نے کہا۔ "لیکن میں نے کشف کو بہت یاد کیا۔ وہ اس حیرت انگیز سفر میں وہ ہمارے ساتھ نہیں تھی۔ مجھے اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ میں اس سفر کی حسین یادیں بھول جاؤں جو شاید میں کشف کے ساتھ بانٹ نہ سکوں،"

آپ اپنی تمام یادیں اپنی ذاتی روزنامچے میں محفوظ کر سکتی ہو،" دادا ابا نے مشورہ دیا۔ "ذاتی روزنامچہ کیا ہوتا ہے دادا ابا؟" فاطمہ نے پوچھا۔ "ذاتی روزنامچہ ذاتی تجربات، خیالات اور احساسات کا تحریری ریکارڈ ہوتا ہے۔ آپ ان لوگوں کا روزانہ کا ریکارڈ رکھ سکتی ہو جن سے آپ ملتی ہو اور ان جگہوں کی یادیں جو آپ جاتے ہیں،" دادا ابا نے وضاحت کی۔"

"پیر، 25 مئی، 2020

عزیز ڈائری،

آج ایک دلچسپ دن تھا۔ بابا مجھے ہمارے باڑے لے گئے۔ یہ باڑا شہر سے بہت دور ہے اس لیے ہم صبح سویرے نکلے اور ایک دو گھنٹے میں وہاں پہنچ گئے۔ چوکیدار اور اس کی بیوی نے ہمارا استقبال کیا۔ سب سے پہلے ہم گودام کی طرف بڑھے جہاں میں نے ایک دودھ والے کو گایوں کو دودھ دیتے ہوئے دیکھا۔ ہمیں دودھ کا گلاس بھر کر پیش کیا گیا جس نے ہمیں تازہ دم کر دیا۔ اچانک گودام کے ایک کونے میں مرغ نے بانگ دی۔ قریب ہی ایک مرغی اپنے چوزوں کو دانا چگ کر دے رہی تھی۔ مجھے رنگ برنگے چوزے دانا چگتے ہوئے بہت اچھے لگے۔

گودام سے باہر آتے ہوئے میں نے مختلف فصلوں والے کھیت دیکھے۔ میں نے ایک ٹوکری لی اور کچھ مولیاں، آلو اور ٹماٹر اٹھائے۔ باغات کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے درختوں پر اپنے پسندیدہ پھل آموں سے لدے پایا! میں نے نعرہ لگایا 'آم، آم۔' باغبان نے میرے لیے کچھ آم توڑے یہاں تک کہ میری ٹوکری اوپر تک بھر گئی۔

مجھے ایک اور حیرت ہوئی جس نے مجھے پرجوش کیا! بابا مجھے گھوڑے کے اصطبل پر لے گئے۔ میں گھڑ سواری کے لیے بہت پرجوش تھا۔ یہ میرے پسندیدہ مشاغل میں سے ایک ہے۔ میں گھڑ سواری میں بہت اچھی ہوں۔ میں نے "سلطان" نامی سب سے خوبصورت گھوڑے پر سواری کی۔ ہم اتنے تھکے ہوئے تھے کہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لیے سیدھے لان میں چلے گئے۔ یہاں، ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا. جلد ہی، میرا دن ختم ہونے والا تھا۔ یہ بہت جلدی گزر گیا۔ لیکن مجھے خوشی ہوئی کہ میں نے اچھا دن گزارا۔"

باب ۵: پاکستان اور اس کی ثقافت

مریم آج بہت پرجوش تھی کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ثقافتی نمائش میں شرکت کرنے جا رہی تھی۔ اگست کا مہینہ تھا اور پورا ملک جھنڈوں اور جھنڈیوں سے ہرا بھرا تھا۔ آزادی کے جذبے کو پروان چڑھانے کے لیے ہر طرف جشن منایا گیا۔ ثقافتی نمائش

آزادی چوک لاہور میں منعقد کی جارہی تھی۔ مریم سبز اور سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھیں۔ اس کے بھائی نے سفید کرتہ اور شلوار پہن رکھی تھی۔ نمائش میں زبردست ہلچل تھی۔ پاکستان کے تمام صوبوں نے اپنے ثقافتی اسٹالز لگائے تھے۔

سب سے پہلے مریم نے پنجاب سے اسٹال کا دورہ کیا۔ اس اسٹال میں پنجاب کی رنگارنگ ثقافت کی عکاسی کی گئی تھی۔ فنکاروں کا ایک گروپ پس منظر میں اونچی آواز میں موسیقی کے ساتھ بھنگڑا اور لڈی پیش کر رہا تھا۔ لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے مینار پاکستان، بادشاہی مسجد، قلعہ لاہور وغیرہ کے مختلف ماڈلز رکھے گئے تھے۔ لوگ لسی، ساگ، مکئی کی روٹی، سری پائے اور زردہ سمیت روایتی پنجابی کھانوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

اس کے بعد وہ ایک اور شاندار اسٹال پر گئے جہاں سندھی ٹوپی اور اجرک کا راج تھا۔ مختلف یادگاریں رکھی گئیں، جیسا کہ مزار قائداعظم، سچل سرمست کا مزار، مکلی کی پہاڑیاں، سکھر بیراج اور حبیب بینک پلازہ۔ سندھی زبان اور ثقافتیں جو لوک روایات کی حامل ہیں۔ سیال پالو، سندھی بریانی، نہاری سندھ کی کچھ خصوصیات ہیں۔

مریم اب خیبر پختونخوا کی نمائندگی کرنے والے اسٹال کا دورہ کرنے کے لیے پرجوش تھیں۔ خیبر پختون خواہ کے پختونوں نے ناہموار پہاڑی علاقوں سے سخت محنتی لوگوں کے طور پر شہرت حاصل کی ہے۔ خیبر پختونخوا مہم جوئی اور سیاحوں کے لیے سیاحتی مقام کے طور پر جانا جاتا ہے۔ مہابت خان مسجد، بالا حصار قلعہ، چترال قلعہ، تخت بہی سبھی کو ماڈل کے طور پر پیش کیا گیا۔ دلکش وادی سوات، جھیل سیف ملوک، اور کمراٹ ویلی کے ماڈلز نے بہت سے لوگوں کو اسٹال کی طرف متوجہ کیا۔

نوجوان لڑکوں نے اپنا روایتی لباس پہن رکھا تھا جس میں شلوار قمیض، واسکٹ، شال اور پگڑی یا پکول ٹوپی شامل تھی۔ لڑکیاں کڑھائی والے فراک، پاجامہ اور دوپٹہ پہنے ہوئے تھیں۔ انہیں سٹال پر چپلی کباب، کابلی پلاؤ اور قہوہ پیش کیا گیا۔

اب بلوچستان مریم اور ان کی فیملی کا پرتپاک استقبال کرنے کے لیے تیار تھا جس میں میمنے کی سجی، لانڈی اور دم پخت روایتی پکوان تھے۔ بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ بلوچی خواتین ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے ہوئے تھیں جن پر مقامی ڈیزائنوں میں کڑھائی کی گئی تھی جس میں بلوچی سلک دھاگے کی زنجیری سلائی والی کڑھائی بھی کی گئی تھی۔ نوجوان بلوچوں کا ایک گروپ اپنے روایتی بلوچی رقص، دوچپی سے تقریب کو مسحور کر رہا تھا۔

گلگت بلتستان اور کشمیر۔ ان کے رنگ برنگے اور روایتی لباس حیرت انگیز تھے۔ ان کی مہمان نوازی اس قدر فراخدلانہ تھی کہ ہر کوئی ان سے پیار کرتا تھا۔ یہاں، گلگت بلتستانی مرد اونی ٹوپیوں، شلوار قمیض، اونی لباس اور لمبی اور چھوٹی بازوؤں میں ملبوس تھے۔

خواتین روایتی ایراگھی ٹوپیاں اور رنگ برنگی فراکس پہنے ہوئے تھیں۔ زائرین کو ممتو، چاپشورو، مرجان اور پربھو اور دیگر منہ میں پانی لانے والے پکوان پیش کیے جا رہے تھے۔

کشمیری بچے اپنے روایتی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ پھر ان کشمیری مردوں اور عورتوں کا ایک نمایاں لباس ہے۔ خواتین روایتی ہاتھ کی کڑھائی والے کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ مریم کے ابو نے انہیں بتایا کہ کشمیری اپنے کھانے، لباس اور تہواروں کے لیے مشہور ہیں۔ کشمیر سے تعلق رکھنے والے اسٹال پر شب دیگ اور کشمیری کلچہ خاصے دلکش تھے۔ مریم اور اس کے بھائی نے تقریباً دو گھنٹے تک ثقافتی نمائش کا جائزہ لیا۔ ان کے ابو نے انہیں بتایا کہ ثقافت، ذات، مذہب اور زبانوں سے قطع نظر ہم پاکستانی ہیں۔ ہمیں اپنے ملک سے پیار ہے اور ہم سب کو پاکستانی ہونے پر فخر ہے۔

باب ۶: جھولا

جھولا جھولتے ہوئے آپ کو نیلے آسمان کی بلندیوں کی طرف جانا کیسا لگتا ہے؟

میرے خیال سے ایک بچے کے لیے یہ ایک انتہائی خوشگوار لمحہ ہوتا ہے۔

ہوا میں جھولتے ہوئے دیوار کی بلندی کو پار کرتے ہوئے، میں ایک وسیع و عریض منظر دیکھتی ہوں

جھولا جھولتے ہوئے میں میں دریا درخت اور مشیویوں کا نظارہ کرتی ہوں میں پورے گاؤں کو دیکھ سکتی ہوں

میں بلند اٹھتے ہوئے اپنی نظریں نیچی کرتی ہوں تو مجھے ہرے بھرے باغات دکھائی دیتے ہیں۔

گھروں کی مٹی کی چھتیں خاکستری رنگ کی دکھائی دیتی ہیں اس کے ساتھ ہی میں دوبارہ بلندیوں کی طرف اٹھتی ہوں

اور پھر واپس تنزلی کی طرف آتی ہوں

شاعر: رابرٹ لویس اسٹیونسن

باب ۷: مادرِ ملت

ہماری تاریخ رول ماڈل کی شاندار مثالوں سے بھری پڑی ہے - مرد، خواتین اور بچے جن سے ہم کامیاب زندگی گزارنے کا طریقہ سیکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک محترمہ فاطمہ جناح ہیں۔ وہ اپنی قابل قدر صلاحیتوں، لگن اور قوم کے لیے سخت محنت کرنے حیران کن

جذبے کے تحت پاکستانی معاشرے کی خدمات میں مصروف عمل رہیں۔ محترمہ فاطمہ جناح بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی چھوٹی بہن تھیں۔ وہ 30 جولائی 1893 کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔

اپنی ابتدائی تعلیم کے بعد، انہوں نے 1919 میں کلکتہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں انہوں نے دندان سازی میں گریجویشن مکمل کی۔ 1923 میں گریجویشن کرنے کے بعد، انہوں نے بمبئی میں ڈینٹل کلینک کھولا۔ جلد ہی، محترمہ فاطمہ جناح اپنے بھائی کی جدوجہد میں شامل ہو گئیں اور تحریک پاکستان کی سب سے اہم اور بااثر شخصیات میں سے ایک بن گئیں۔

انہوں نے نہ صرف طلبہ بلکہ خواتین کو بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی۔ بہت سی مسلم خواتین بلاشبہ ان کی ہمت، مہربانی اور اپنی قوم کی خدمت سے متاثر ہوئیں۔ پاکستان کی نئی ریاست میں مہاجرین کی آبادکاری میں ان کی کوششیں قابل ذکر تھیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کے ساتھ سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب آل انڈیا مسلم لیگ منظّم ہوئی تو محترمہ فاطمہ جناح بمبئی صوبائی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی رکن بنیں اور 1947 تک وہاں کام کرتی رہیں۔

محترمہ فاطمہ جناح نے مارچ 1940 میں مسلم لیگ کی قرارداد لاہور میں بھی شرکت کی۔ دہلی میں، انہوں نے فروری 1941 میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کو منظّم کیا۔ انہوں نے خواتین کی ریلیف کمیٹی بھی بنائی جس نے آل پاکستان ویمنز ایسوسی ایشن (اپوا) کے لیے راہ ہموار کی۔

اپنے بھائی کی وفات کے بعد انہوں نے اپنا سارا وقت پاکستانی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا۔ محترمہ فاطمہ جناح کا انتقال 9 جولائی 1967 کو کراچی میں ہوا۔ پاکستانی عوام نے ان کی عظیم شخصیت اور انتھک کوششوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے انہیں مادر ملت یعنی 'مادر آف دی نیشن' کا خطاب دیا۔ پاکستان کے لیے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

یونٹ ۸: ایک چالاک خرگوش

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جنگل میں ایک رعب دار شیر رہتا تھا۔ اس نے بہت سے جانور مارے لیکن دن میں ایک جانور کھایا کرتا تھا۔ وہ یہ شکار صرف تفریح کے لیے کیا کرتا تھا، اس لیے نہیں کہ وہ بھوکا ہوتا تھا۔ جانور کھانے کے بعد سکون سے سو جاتا تھا۔

دوسری طرف جانور اپنے امن و امان کے لیے پریشان تھے۔ وہ اپنے کو جنگل میں بہت غیر محفوظ محسوس کر رہے تھے۔ ایک دن، ہرن نے ایک میٹنگ بلائی جس میں تمام جانور شیر کے پاس جانے پر راضی ہو گئے تاکہ اسے دن میں صرف ایک جانور شکار کرنے پر راضی کیا جاسکے۔ جانور شیر کی غار میں گئے۔ اُنہوں نے اُسے سویا ہوا پایا لیکن جب وہ غار کے قریب پہنچے تو شیر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سخت غضبناک تھا اور تمام جانور خوفزدہ ہو گئے۔

ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چند جانور شیر کے پاس آئے اور کہنے لگے ''مہاراج ہم آپ کے پاس عاجزانہ درخواست لے کر آئے ہیں۔ شیر نے جواب دیا کہ بتاؤ یہ کیا ہے؟ ریچھ نے خاموشی سے کہا، "براہ کرم جانوروں کو اس طرح نہ شکار کریں۔ جلد ہی جنگل میں کوئی جانور نہیں باقی رہے گا۔ شیر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے جواب دیا، "پھر میں کیا کھاؤں؟" بندر نے اسے شائستگی سے جواب دیا، "جناب، ہم نے منصوبہ بنایا ہے کہ آپ کو روزانہ ایک جانور آپ کے پاس بطور شکار بھیج دیا کریں گے۔ آپ کو اب شکار کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

شیر نے کچھ دیر سوچا اور کہا، ''بہت اچھا، لیکن اگر تم ایسا نہ کرسکے تو میں اپنی پسند کے جانور کا شکار کروں گا۔'' تمام جانوروں نے جواب دیا، ''جی مہاراج''۔ شیر راضی ہوگیا اور اس دن سے ہرن روزانہ ایک جانور کو اپنا شکار بنا کر شیر کے پاس بھیجتا تھا۔ جنگل کا ہر جانور اپنی باری سے ڈرتا تھا۔ آخر کار خرگوش کی باری آ گئی۔

ہرن نے خرگوش سے کہا، "کل تمہاری باری ہے، خرگوش۔" خرگوش نے اپنے آپ سے کہا، "میں کیوں مروں؟ یہ انتہائی ناانصافی ہے۔ میں اپنے آپ کو اور دوسروں کو کیسے بچا سکتا ہوں؟" اس نے ایک منصوبہ سوچا۔ خرگوش بہت دیر سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا شیر کی طرف بڑھا۔ اس دوران شیر غصہ سے پاگل اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ جب اس نے خرگوش کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ دھاڑتے ہوئے غصے سے بولا، "خرگوش تم اتنی دیر سے کیوں آ رہے ہو؟"

خرگوش نے ہوشیاری سے جواب دیا، "مہاراج، میں ایک مشکل میں پھنس گیا تھا۔ راستے میں ایک اور شیر نے مجھے روکا اور وہ مجھے مارنے ہی والا تھا۔ اس نے تمھیں بے وقوف بادشاہ بھی کہا۔ شیر نے خرگوش کی بات غور سے سنی اور پوچھا، ''ایک اور شیر نے مجھے بیوقوف کہا؟ میں اسے مار ڈالوں گا! وہ کہاں رہتا ہے؟" خرگوش نے سکون سے شیر سے کہا، "قریبی کنویں میں۔ آؤ جناب۔ میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔''

وہ کنویں کی طرف چل پڑے۔ شیر کنویں کی منڈیر پر چڑھ گیا، خود کو پانی میں دیکھا اور سوچا کہ یہ کوئی اور شیر ہے۔ اپنے ہی عکس کو دیکھتے ہوئے شیر نے کہا، "تم نے مجھے بیوقوف کہا؟ میں تمہیں مار دوں گا! یہ کہہ کر شیر نے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔" شیر کے پانی میں گرنے پر چھڑاپ کی آواز آئی اور پانی نے چھینٹے باہر خرگوش پر گرے اور اسے گیلا کر دیا!!!

خرگوش زور سے ہنسا۔ تھوڑی دیر بعد سارے جانور وہاں آ گئے۔ وہ اپنی جیت پر خوش تھے۔ انہوں نے شیر سے چھٹکارا پانے پر چالاک خرگوش کی بھی تعریف کی۔